# نکولائی میکیا ویلی

## ۱۴۶۹ — ۱۵۲۷ء

ڈبلیو۔ ٹی جونز
جناب ممتاز احمد

**سوانح** نکولائی میکیا ویلی کی زندگی کا جائزہ لیتے وقت ہمیں اُسی کے ایک فقرے کو سامنے رکھنا چاہیئے کہ انسان "نہ تو بالکل بُرا ہوتا ہے اور نہ ہی بالکل نیک" ترین انسانی کردار بھی پیچیدگیوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ہم میکیاؔ ویلی کو بالکل ہی خودغرض بے ایمان قسم کا منصوبہ باز سمجھ لیں جو اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے میڈیسی ن کی خوشامد کیا کرتا تھا تو ہمارے لئے اس کی کتاب "بادشاہ" (THE PRINCE) کا ، باب جس میں وہ اطالوی قوم پرستی کی نہایت شدّت سے تبلیغ کرتا ہے اور "DISCOUR" کے اکثر حصّے جہاں وہ جمہوریت کا داعی نظر آتاہے ، ناقابلِ فہم ہو ، گے۔

اسی طرح اگر ہم روسو کی طرح میکیاؔ ویلی کو جمہوریت کا عظیم علمبردار قرار دینے لگیں سمجھ بیٹھیں کہ "بادشاہ" کی تصنیف سے میکیاؔ ویلی دراصل یہ دکھانا چاہتا تھا کہ ظالم اور دشاہوں کے مذموم مقاصد کیا ہوتے ہیں، تو بھی میکیاؔ ویلی کی حقیقی شخصیت ہماری نظروں

سے اوجھل ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ میکیاویلی بھی ــــ دنیا کے دوسرے عام انسانوں کی طرح ــــ نہ تو بالکل نیک تھا اور نہ ہی بالکل بُرا۔ عام انسانوں کی طرح اس کا کردار بھی کم و بیش انہی متضاد محرکات سے عبارت تھا جنہیں اس کی شخصیت نے اضافی اور جزوی طور پر متحد کر رکھا تھا۔ ایک طرف اُس کی جمہوریت پسندی ہے اور دوسری طرف وُہ شہنشاہیت کی بھی تبلیغ کرتا ہے اور ان دو متضاد نظریات کو جو چیز متحد کرتی ہے وہ دراصل میکیاویلی کا یہ خیال ہے کہ ایک ایسے میں جب کہ لوگ بدخصلت ہو چکے ہیں، اور اپنے اوپر خود حکومت کرنے کے اہل نہیں رہے کسی مضبوط اور متحد قوت کو ان پر حکومت کرنی چاہیئے۔ پھر جہاں میکیاویلی کو اپنے مفادات عزیز ہیں، وہاں اٹلی کی خوشحالی بھی پیشِ نظر ہے اور ان دونوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے والی چیز اس کا یہ یقین ہے کہ اس کے اپنے اور اٹلی دونوں کے مستقبل کا انحصار میڈیسی خاندان کی کامیابی اور خوشحالی پر ہے۔

میکیاویلی میڈیسی خاندان کے دورِ عروج میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہُوا۔ لورینزو (LORENZO) کی موت کے بعد جب میڈیسی خاندان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور جمہوریت قائم ہوئی، اس وقت میکیاویلی نوجوانی کے عالم میں تھا۔ ۲۹ برس کی عمر میں وُہ اس نئی حکومت میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز ہُوا اور سیکنڈ چانسری کے سیکرٹری کی حیثیت سے ۱۴ سال تک خدمات انجام دیتا رہا۔ یہ عہدہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے فلورنس کی سیاسی زندگی کا مرکز تھا جہاں سے میکیاویلی نہ صرف اس امر کا مشاہدہ کر سکتا تھا کہ ملکی سیاست کس رُخ پر چل رہی ہے بلکہ اسے چلانے میں خود اس کا بھی اہم حصہ ہوتا تھا۔ اس کا کام صرف ملک کے داخلی معاملات ہی کی دیکھ بھال نہ تھا بلکہ اٹلی کی دوسری شہری ریاستوں اور الپس سے پرے بڑی طاقتوں سے بھی فلورنس کے تعلقات کا تعین کرنے میں اُس نے اہم کردار ادا کیا۔

۱۵۱۲ء میں جمہوری حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی میکیاویلی کی سیاسی زندگی کا بھی! ہوا یوں کہ فرانس اور پوپ جولیس دوم کے مابین کشمکش میں فلورنس نے فرانس کا ساتھ دیا جسے بعد میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جب فرانسیسیوں کو اٹلی سے نکالا گیا تو پوپ نے

صلح کی شرائط میں میڈیسی خاندان کی بحالی کو بھی شامل کرلیا۔ اس پر میڈیسی خاندان دوبارہ فلورنس پر قابض ہوا۔ اس تبدیلی کے فوراً بعد میکیاویلی کو گرفتار کرلیا گیا اور قید میں اُسے تکلیفیں بھی دی گئیں ۔ بالآخر اُسے اس شرط پر آزاد کردیا گیا کہ وُہ باقی ماندہ زندگی دیہات میں اپنی زمینوں میں گزارے گا اور سیاست سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ اس موقع پر، اُس نے بھی جیساکہ بے کار اور بے خاناں سیاست دانوں کا شیوہ ہے، اپنے آپ کو علمی کاموں میں مشغول کرلیا۔

ظاہر ہے کہ جو شخص ایک مدت تک سیاسی ہنگاموں کا مرکز رہا ہو، وہ تنہائی اور بے عملی کی زندگی پر قانع نہیں رہ سکتا۔ میکیاویلی کو اس تنہائی سے نجات پانے کا ایک راستہ نظر آیا اور وہ راستہ یہ تھا کہ وُہ اپنی تحریروں کے ذریعے میڈیسی خاندان کا قُرب حاصل کرے۔ اُسے امید تھی کہ اس طرح کوئی نہ کوئی سیاسی عہدہ اُسے مل ہی جائے گا، لیکن اس کی امیدیں پوری نہ ہوسکیں۔ اس کی کتاب ـــــ (DISCOURSES ON LIVY) جس کی تیاری میں وُہ ۱۵۱۸ء تک مصروف رہا، کامیاب نہ ہوسکی۔

میکیاویلی ان دونوں کتابوں میں اپنی معلومات دو ذرائع سے حاصل کرتا ہے ــــ ماضی اور حال۔ وُہ اپنی کتاب DISCOURSES میں لکھتا ہے :۔

> "عقل مند آدمیوں کا کہنا ہے ـــ اور ان کا یہ کہنا بجا ہے ـــ کہ اگر آپ مستقبل کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ماضی کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ انسانی زندگی کے ہر حالیہ واقعہ کی نظیر ماضی میں بھی موجود ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ واقعات کا محرک انسان ہے جو ہر دور میں ایک ہی طرح کے جذبات سے تحریک حاصل کرتا ہے، جن سے ہمیشہ ایک ہی طرح کے نتائج برآمد ہوتے ہیں"

لیکن یہ سمجھنا بھی صحیح نہیں ہوگا کہ میکیاویلی اپنے نتائجِ فکر کی بنیاد صرف تاریخی مواد پر ہی رکھتا ہے۔ "بادشاہ" اور DISCOURSES دونوں میں متعدد مقامات پر میکیاویلی نے اپنے ہم عصر حکمرانوں مثلاً سیزر بورجیا اور جولیس دوم اور لوئی دوازدہم کی پالیسیوں

حکمت عملیوں اور ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ دراصل
کا طریقِ تحقیق زیادہ تر تجربی (EMPIRICAL) ہے۔ اس نے خود لکھا ہے کہ اس
اپنی کتاب میں اُن باتوں کو جمع کر دیا ہے " جو مجھے طویل تجربے اور کٹھن تحقیق کے بعد
معاملات کے بارے میں معلوم ہوئیں "۔ یہی وجہ ہے کہ میکیاؔویلی کے نتائج فکر بھی اس
طریقِ تحقیق کی خصوصیات سے الگ نہیں ہیں۔

دراصل میکیاؔویلی کی پوزیشن ایک ڈاکٹر کی سی ہے۔ ڈاکٹر اس بات کو بغیر
لمبی چوڑی دلیلوں کے فرض کرلیتا ہے کہ اُس کے پیشے کا مقصد مریض کی صحت ہے
نہیں سوچتا کہ فلاں مریض زندہ رہنے کا مستحق ہے یا اس کا مرجانا ہی بہتر ہے (کیونکہ
ڈاکٹر یہ باتیں سوچتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اخلاقی معیارات کے سوالات زیر
لا رہا ہے)، ڈاکٹر تو بس اپنی ساری توجہ اس بات پر لگا دیتا ہے کہ وُہ تجربات سے ایسے
دریافت کرے یا ایسا نسخہ تیار کرے جس سے مریض کی صحت بحال ہو یا برقرار رہے
بعینہٖ میکیاؔویلی، کم از کم اپنی کتاب "بادشاہ" میں یہ فرض کرلیتا ہے کہ مقصد ہے
کا حصول! وہ اس سوال کو سرے سے زیرِ بحث لاتا ہی نہیں کہ اس قوت کو کس مقصد
کے لئے استعمال کیا جانا چاہیئے۔ اُس کی ساری توجہ جس مرکزی سوال پر مرکوز رہتی
وُہ یہ ہے کہ قوت حاصل کیسے کی جائے اور پھر اُسے برقرار کیسے رکھا جائے؟

میکیاؔویلی صحیح معنوں میں کوئی فلاسفر نہ تھا ــ وُہ تو بس دنیا کے روزمرّہ معاملات
کو سمجھنے والا ایک آدمی تھا۔ اُس کے پاس فرصت تھی چنانچہ اُس نے دوسری بہت
دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ، دنیا اور انسان کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کرنے شروع
کر دیئے۔ اب یا تو وُہ خود ہی ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا، یا اُس میں ایسا کرنے کی صلاحیت
نہیں تھی، بہر حال یہ بات طے ہے کہ وُہ اپنے تاثرات کو کوئی منظم شکل نہ دے سکا۔ میکیاؔویلی کی
خواہش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح میڈیسی خاندان سے اس کے تعلقات بحال ہو جائیں
وُہ ارسطو کی طرح اُس فراغت کا طلبگار نہ تھا جو فلاسفروں کے لئے بنیادی ضرورت
ہوتی ہے۔

اگرچہ اس کی کتاب DISCOURSES حکمراں طبقے میں مقبولیت حاصل نہیں کرسکی تاہم کارڈنیل ڈی میڈیسی نے (جو بعد میں پوپ کلیمنٹ ہفتم کے نام سے مشہور ہوا) اُسے فلورنس کی تاریخ لکھنے پر مامور کر دیا۔ ہمارا خیال ہے کہ میکیاویلی کو اس کام پر مامور کیا جانا اس کی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر کم تھا اور اس مقصد کے لئے زیادہ کہ ایسے کام میں مشغول رہ کر میکیاویلی بعض دوسری شرارتوں سے تو باز ہی رہے گا۔ اگر واقعی ہمارا یہ خیال درست ہے تو کارڈنیل کوئی انوکھی بات نہیں کر رہا تھا وُہ تو دراصل میکیاویلی ہی کی ایک نصیحت پر عمل کر رہا تھا:۔

"اگر ایک لائق ماہرِ سیاسیات کو کوئی کام نہ ہو تو وُہ ایک بڑی وہیل مچھلی کی طرح پورے جہاز ہی کو الٹنے کی کوشش کرے گا، اِلّا یہ کہ اُس کے ہاتھوں میں شغل کرنے کے لئے خالی کارک دے دیا جائے۔"

میکیاویلی نے فلورنس کی تاریخ ۱۵۲۵ء میں ختم کر لی لیکن اس نے بھی اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا کیونکہ اس وقت تک میڈیسی خاندان ایک مرتبہ پھر روبہ زوال ہو رہا تھا۔ ۱۵۲۷ء میں جب شاہی فوجیں رومؔ پر چڑھ دوڑیں اور پوپ کو بھاگنا پڑا تو فلورنس نے بھی بغاوت کر دی اور یہاں ایک نئی جمہوری حکومت قائم ہوگئی۔ میکیاویلی کی امید کا چراغ ایک بار پھر روشن ہوا اور اُسے توقع ہوئی کہ اس حکومت میں تو اسے ضرور ہی کوئی نہ کوئی عہدہ مل جائے گا، لیکن میکیاویلی نے چونکہ کلیمنٹ سے سمجھوتہ کر لیا تھا اس لئے نئی حکومت کی نظر میں بھی اُس کی شہرت اچھی نہ تھی۔ پھر جب اُسے یہ خبر ملی کہ اُس کا سابقہ سکریٹری کا عہدہ ایک اور شخص کو دے دیا گیا ہے، اور اس عہدے پر بحال ہونے کی آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی ہے، تو اس خبر کو سُننے کے چند دن بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا۔

## میکیاویلی اور رینے ساں

اگر میکیاویلی کو اُن معنوں میں فلاسفر نہ بھی کہا جائے جن معنوں میں ہم یہ لفظ بعض معروف فلاسفروں کے لئے استعمال کرتے ہیں تو بھی اتنی بات تو تسلیم کرنی ہی پڑے گی کہ اس نے کچھ نظریات ضرور قائم کئے ہیں خواہ ان کا تعلق بعض بنیادی امور کے بارے میں اُس کے لاشعوری مفروضات

ہی سے کیوں نہ ہو۔ اب اگر ہم ان نظریات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں پہلا کام یہ
ہم میکیاؔ ویلی کے کردار کا تجـــزیہ کریں۔ دراصل یہ میکیاؔ ویلی کی شخصیت ہی تھی
دوسرے تمام عوامل سے بڑھ کر زندگی کے بارے میں اُس کے رویّے کو ایک مخ
دیا اور اس کی ساری توجہ انسانی فطرت کے ان پہلوؤں پر رکھ کر دی جو اس
خصوصی اہمیت کے حامل تھے۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ فلورنس اور ر
میکیاؔ ویلی کے لئے اُس کے فکری والدین کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ وُہ تمام خصوصیا
اس کے شہر اور اس کے عہد میں پائی جاتی ہیں، خود اس کی اپنی شخصیت میں بھی
پندرھویں صدی عیسوی انسان اور اس کی کائنات کے بارے میں ایک
کے اظہار کی صدی ہے۔ اس صدی نے زندگی کے بارے میں نئی اقدار کو جنم دیا ا
رشتہ ہر اُس روایت سے توڑ ڈالا جسے قرونِ وسطیٰ میں اہم یا قابلِ قدر سمجھا
لیکن مشکل یہ تھی کہ وُہ نئے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی ادارے جن کی وساطت
نئی اقدار اور نئے افکار کو اپنا اظہار کرنا تھا اور جن کی ترقی پر جدید ذہن کے ظہور
تھا، ابھی تک منصۂ شہود پر نہ آسکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ صدی ناگزیر طور
پسندی، اور تشدد پسندی کے رجحانات کی حوصلہ افزائی کرنے لگی۔

قرونِ وسطیٰ کی تمام تر فکر کا مرکزی نکتہ، جو سارے فکری مباحث کا آغاز بھی
اور انجام بھی، یہ تھا کہ خدا موجود ہے ــــ خدا جو اپنی ذات میں کامل ہے، لامحدود
اور رحیم ہے۔ زمین پر خدا کا نمائندہ روؔم کا پوپ ہے اور خدا کی آسمانی بادشاہ
کی ارضی تمثیل کیتھولک چرچ ہے جسے خود پیغمبروں نے قائم کیا ہے۔ خدا کے مقا
انسان ادنیٰ اور حقیر ہے البتہ اس کے جسم میں وُہ روح مقیّد ہے جسے خدا نے
صورت پر پیدا کیا ہے۔ یہ دنیا آنسوؤں کی ایک ندی ہے جس نے انسان کو اس
خدا سے الگ کر رکھا ہے۔ وُہ تمام اشیاء جن کا تعلق انسان کے جسم سے ہے، خط
اور گناہ آلود ہیں کیونکہ یہ چیزیں انسان کو اس کے حقیقی مقصد سے دُور لے جانے والی ہ
اور وہ حقیقی مقصد ہے انسانی رُوح اور خدا کے درمیان صحیح تعلق کا استوار کرنا۔ چ

قرونِ وسطیٰ میں رُوح کی نجات نہ صرف یہ کہ انسان کا اوّلین نصب سمجھا جاتا تھا بلکہ اُسے واحد نصب العین کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کام کے علاوہ ہر کام غیر اہم اور ہر سرگرمی بے مقصد تھی بلکہ ہر کام اور ہر سرگرمی کی قدر و قیمت کا معیار ہی یہی تھا کہ اس سے روح کی نجات کا نصب العین پورا کرنے میں مدد ملتی ہے یا رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً موسیقی مصوّری اور دوسرے فنونِ لطیفہ صرف اُسی حد تک جائز اور صحیح سمجھے جاتے تھے جس حد تک یہ لوگوں میں نیکی کے جذبات پروان چڑھاتے تھے لیکن بالعموم ان کو بُرا سمجھا جاتا تھا کیوں کہ "رنگ وحدت" کا بجائے خود باعثِ مسرّت ہونا ایک دامِ فریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عہد کے ایک سیاسی مفکّر سینٹ تھامس کے نزدیک سیاسیات کا بنیادی مسئلہ ہی یہی ہے کہ ایک ایسی سیاسی تنظیم دریافت کی جائے جو روحانی نجات میں سب سے زیادہ مدد و معاون ہو سکے۔

لیکن رینے ساں میں یہ سارا نقشہ الٹ پلٹ ہوگیا۔ اب انسان خدا سے زیادہ اہم تھا اور ایک انسان کے دوسرے انسانوں سے تعلقات، انسانی روح اور اس کے خالق کے تعلقات سے زیادہ اہم تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کامل ہونے کے قدیم اور ما فوق الفطرت تصوّر کی جگہ اب انسان نے ایسے آئیڈیل سامنے رکھنے شروع کر دیئے جو فطری اور انسانی دسترس میں تھے۔ اب جو چیز اہم تھی وُہ اِس دُنیا کے معاملات تھے، آخرت کے نہیں۔ اب جو نصب العین متعیّن ہوئے وہ تھے ــــ انفرادی شخصیت کا نشوونما انسان کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کا جلا، حُسن و خوب صورتی سے اس کی ہر شکل میں محظوظ ہونا، اور امیرانہ اور متنوّع زندگی! اب یہ دنیا بھی ایک جامد آئینہ یا انسان کے لئے خُدا کی طرف سے طے کردہ مقاصد کی تکمیل کی علامت نہیں رہی تھی ــــ یہ دنیا فطری قوّتوں کی کشمکش میں سرگرمی سے حصّہ لینا ہوگا ورنہ وُہ اس کشمکش میں کُچل کر رکھ دیا جائے گا۔

ایک کامیاب زندگی کے بارے میں قرونِ وسطیٰ اور رینے ساں کے نقطۂ نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ فرق مقاصد ہی میں نہیں بلکہ کائنات کے اُس تصوّر میں

بھی ہے جس کائنات میں ان مقاصد کو حاصل کیا جانا مطلوب ہے۔ ریسنے ساں نظریہ ہے کہ کامیابی کبھی نیکی، صالحیت اور عبادت سے حاصل نہیں کی جاسکتی اس کے کامیابی کے لئے اپنے حق پر شدت سے اصرار کرنا اور روایتی اخلاقیات۔ جرأت کے ساتھ صرفِ نظر کرنا ضروری ہے۔

میکیاویلی ریسنے ساں کے نقطۂ نظر کی نمائندگی کرتے ہوئے قرونِ وسطیٰ کے نظریے کو رد کرتا ہے کہ خدا کا طے کردہ کوئی معروضی اخلاقی نظام بھی موجود ہے جس کرکے انسان "بہترین" زندگی گزار سکتا ہے۔ برعکس اس کے میکیاویلی کے نزد بہترین زندگی وہ ہے جس میں شہرت، امتیاز، اعزاز اور فضیلت حاصل ہو۔ ان کو حاصل کرنے کے لئے قوت کی ضرورت ہے ۔ نہ صرف اس لئے کہ قوت ہی کے سے انسان شہرت، فضیلت اور امتیاز حاصل کرسکتا ہے اور انہیں برقرار رکھ سکتا بلکہ اس لئے بھی کہ قوت بذاتِ خود بھی انسان کے لئے باعثِ تسکین اور وجہِ مسرت اگر کوئی شخص قوت کا مالک ہے تو وہ اپنے حق پر بزور اصرار کرسکتا ہے بصورتِ دیگر میکیاویلی کے نزدیک قوت کی تعریف یہ ہے کہ اسے ایک فرد دوسرے افراد کے با اور ان کے حوالے سے اپنی ملکیت بناتا ہے اور اس کا استعمال سیاسی اداروں کی وسا سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ پس ریسنے ساں کے انسان کے لئے اخلاق اور سیاست کوئی الگ شعبے نہیں رہے بلکہ آپس میں خلط ملط ہوگئے ۔ اخلاق اور سیاست کا اختلاط کے ہاں بھی ملتا ہے لیکن ایک مختلف نوعیت کے ساتھ!

مذکورہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ بعض لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ میکی اخلاقی سوالات سے صرفِ نظر کرتا ہے، میکیاویلی تو اخلاقی سوالات کو نہایت سرگرمی۔ زیرِ بحث لاتا ہے ۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ میکیاویلی نے جو اخلاقی معیارات پیش کئے ہیں، اور ایک اچھی زندگی کا جو تصور دیا ہے، ان کی بنیاد محض مفروضات پر ہے اُس نے ان مفروضات کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے ا مقاصد ابتداء ہی میں، بغیر کسی عقلی دلیل کے فرض کرلئے اور پھر اس نے اپنی سا

توجہ اس تلاشش پر مرکوز کردی کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بہترین ذرائع کون سے ہوسکتے ہیں ۔

میکیاؔ ویلی نے انسانی زندگی کا جو مقصد متعین کیا ہے اور جو تصور دنیا دیا ہے وُہ خالصتہً ریینے ساں کی پیداوار ہے ۔ میکیاؔ ویلی کی کتابیں درحقیقت اس کے عہد کی فکر کی بہترین نمائندگی کرتی ہیں لیکن میکیاؔ ویلی کا مطالعہ صرف تاریخی اہمیت ہی کا حامل نہیں ہے ، خوش قسمتی یا بدقسمتی سے جہاں ہم اپنے ماضی کی روایات کے وارث ہیں ، وہاں ریینے ساں سے تو ہمارا رشتہ وہی ہے جو والدین اور اولاد کا ہے ۔ ریینے ساں کے دور میں متعدد نئی فکری لہریں سطح پر نمودار ہوئیں جو قدیم فکری لہروں سے خلط ملط ہوکر نئے ذہن کی تخلیق کا باعث بنیں ۔ یہ جدید ذہن جن نئے تصورات پر مشتمل تھا وُہ یہ تھے ـــ انسانی عظمت اور فطرت کی اہمیت ، خوب صورتی کا ایک نیا احساس ، انفرادیت پسندی کا اثبات ، یعنی یہ خیال کہ کسی شخص کی ترقی کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے بجز ان رکاوٹوں کے جو خود اس کی اپنی صلاحیتوں اور خواہشات نے اس کے راستے میں کھڑی کردی ہوں ، فضیلت کے ان تمام دعوؤں کی تردید جو پیدائش اور منصب کی بنا پر کئے جاتے ہیں ـــ عقلیت پسندی ، جس کے تحت انسان اور دنیا کو ان کے حسی وجود کی حیثیت سے سمجھا جاتا تھا اور اس میں مذہبی اعتقادات کو کوئی دخل نہ تھا ـــ قوم پرستی جس کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ انسانی مقاصد کی تکمیل شہری ریاست سے وسیع تر سیاسی یونٹ میں ہی ممکن ہے ـــ اور پھر یہ نظریہ کہ اہلِ مذہب نے انسان کے لئے آخرت کا ایک ناقابلِ حصول آئیڈیل بنا رکھا ہے حالانکہ اخلاقی معیارات اور زندگی بسر کرنے کے آداب اور طریقے وُہ ہونے چاہئیں جن پر انسان آسانی کے ساتھ عمل کرسکے ۔

بدقسمتی سے جدید ذہن ریینے ساں اور میکیاؔ ویلی کے ذہن سے صرف انہی خصوصیات کی بنا پر ہی مشترک نہیں ہے ہم نے ریینے ساں سے اور بھی بہتیری خصوصیات حاصل کرلی ہیں ۱ـ ریینے ساں سے ہم نے دہریت کی روایت بھی لے لی جس کے مطابق کسی ایسے معروضی اخلاقی ضابطے کا وجود نہیں ہے جو انسانوں کے مابین تعلقات کی صحیح نوعیت کا تعین

کرتا ہو۔ ہم رینے ساں کی انانیت پسندی اور خود پرستی کے بھی وارث بن گئے ہیں جس کے مطابق ہر شخص دوسرے کو اپنے سے کم تر سمجھتا ہے اور جس میں انسانی قسمتوں کا فیصلہ قوت اور طاقت کے بل پر ہوتا ہے۔ ہم نے اُس کلبیت اور قنوطیت کو بھی اپنا لیا۔ جس نے انسانوں کو جانوروں اور چوپایوں کی سطح تک گرا دیا بس اتنے فرق کے ساتھ کہ انسان دوسرے جانوروں سے کچھ زیادہ چالاک اور ہوشیار ہے، جہاں تک اس کے وحشی ہونے کا تعلق ہے، اس میں اور دوسرے چوپایوں میں کوئی فرق نہیں۔

رینے ساں کی مذکورہ روایات (جنہیں میکیاؔولیت کہا جانے لگا ہے) گو اپنے مابعد کے ادوار میں ہمیشہ موجود رہی ہیں لیکن دورِ جدید میں تو اُن کا احیاء حیرت انگیز طور پر ہوا ہے۔ آج ہم میکیاؔویلی کی کتاب "بادشاہ" کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک ایک صفحے پر بیان کئے جانے والے اصولوں کی متعدد مثالیں اپنی ہم عصر تاریخ میں ہمیں نظر آنے لگتی ہیں۔

یہ بات خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند لیکن آج ہر شخص، جہاں تک اُس کی صلاحیتیں اُس کا ساتھ دیتی ہیں، میکیاؔویلی ہی کے بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض افراد اس سے مستثنیٰ ہوں لیکن جہاں تک "بڑی طاقتوں" کا تعلق ہے اُن کے بارے میں تو پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ چھوٹی ریاستوں سے اُن کے تعلقات میکیاؔویلی ہی کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ میکیاؔویلی کا نظریۂ ریاست غلط تھا، ایک بے معنی اور فضول بات ہوگی۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ میکیاؔویلی کا نظریہ ریاست اگر صحیح ہے تو کیونکر؟

(مسلسل)